OPEN ACCESS

AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 86-104

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات: تحقیقی مطالعہ

The Services of Syed Meher Ali Shah Gillani in the Protection of Doctrine of Finality of Prophethood–A Research–Based Study

Qari Aziz Haider

Research Scholar, International Islamic University, Islamabad

Abstract

Hazrat Shaikh Syed Meher Ali Shah Gilani (1275AH / 1859CE. 1365AH / 1937CE) was a well-known Islamic scholar of 14 century. He was a brilliant great Islamic scholar in reanimated of Doctrine of finality of prophethood in Subcontinent. Doctrine of finality of Prophethood is the part of Islamic faith. From the beginning of Islam, all the Muslim Scholars defended the Doctrine of finality of Prophethood. As well as the Muslims scholars of subcontinent defended that doctrine especially against mirza Ghulam Ahmad Qadiani, who announced himself as a prophet. He challenged all the Muslim scholars to compete him in the ground of Islamic prophethood by their Islamic sciences. All Islamic scholars of all sects at that time agreed upon on leadership of Hazrat Sheikh Syed Mehr Ali shah. He accepted his challenge, but mirza had not any ability to come against of Hazrat Pir Meher Ali Shah. That is how Pir Meher Ali Shah defeated mirza and his companions with Islamic and spiritual sciences.

Keywords: Syed Meher Ali Shah, Finality of Prophethood, Part of Islamic faith, Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Defeated, Spiritual sciences

برصغیر میں مسلمانوں نے تقریباً ایک ہزار سال حکومت کی انیسویں صدی میں اس اقتدار کا انگریزوں کے ہاتھوں خاتمہ ہوا اس دوران نہ صرف برصغیر بلکہ قریب قریب تمام اسلامی دنیا کسی نہ کسی مغربی قوت کے زیر تسلط چلی گئی مغرب کی یلغار ابتدا میں محض سیاسی تھی لہذا مسلمانوں کی طرف سے رد عمل بھی اسی میدان میں ہوا اس کے بعد مغربی استعمار جب اپنے پنجے گاڑ چکا تو اگلا حملہ پھر علمی و فکری تھا 1857ء سے قبل کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور مذہبی حالات کو بھی بہتر نہیں کہا جا سکتا۔

غدر 1857ء میں ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی دشوار ہو گئی۔ بہت سے مسلمانوں کو غدر کے الزام میں سزائے موت دے دی گئی بہت سارے گھروں کو اجاڑ دیا گیا ان کی جائدادیں اور ان کے املاک کو ان سے نہایت بے دردی سے چھین لیا گیا اور ان پر روزگار کے تمام راستے بند کر دئے گئے اس طرح مسلمانوں کے اندر معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی ہر لحاظ سے بدحالی پیدا ہو گئی مسلمان سیاسی، معاشرتی، معاشی اور دینی لحاظ سے اپنی اہمیت کھو چکے تھے کفار اپنا تسلط ہندوستان پر مکمل جما چکے تھے اور مسلمان اس تسلط تلے پس رہے تھے کفار مسلمانوں سے اس لحاظ سے ہر وقت خائف تھے کہ کہیں ان میں دینی جذبہ بیدار نہ ہو جائے اس لئے انگریز حکومت نے مدارس اسلامیہ کا خاتمہ کرنا ضروری سمجھا علماء کرام کو افلاس اور غربت کی گہرائیوں میں دھکیل دیا گیا عربی اور فارسی زبان کا خاتمہ کر کے انگریزی زبان کو لازمی قرار دے دیا گیا اور پھر اس سے بھی بڑھ کر اسلامی تہذیب و ثقافت کو یکسر بدل کر انگریزی اور یورپی ثقافت کو متعارف کرایا گیا ایسے حالات میں کہ جب مسلمانوں پر سارے راستے بند کر دئے گئے انگریز حکومت کو مسلمانوں سے خطرہ لاحق ہوا چنانچہ اس خطرہ سے بچنے کے لئے انگریز حکومت نے چند افراد کو اپنا ہمنوا بنایا جن کے ذریعے سے وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کروانا چاہتا تھا حکومت برطانیہ نے ایسے افراد تیار کیے جو اسلام کے مدعی ہوتے ہوئے اسلام سے منحرف ہوں اس طرح کے لوگوں نے تفسیر کے نام سے کتابیں لکھیں معجزات کا انکار کیا گیا آیات قرانیہ کی تحریف کی گئی حدیث کا انکار کیا گیا انگریزوں نے سکولز اور کالجز میں الحاد اور زندقہ کی جو تخم ریزی کی تھی اس کے درخت مضبوط اور بارآور ہو گئے اور ان درختوں کی قلم جہاں لگتی چلی گئی وہیں ملحدین اور زندیق تک پیدا ہوتے چلے گئے ان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی نبوت کا دعوی کر دیا۔ اسلام کی بنیاد توحید اور رسالت ہے جسکی تشریح خود قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے کی ہے توحید کیا ہے؟

"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَد، اللَّهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَد، وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ"(1)

(تم فرماؤوہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ہے)۔

رسالت کے متعلق قرآن مجید نے اعلان کیا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ لا إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ يُحْيِـي وَيُمِيتُ"(2)

(اے رسول فرمادیجئے اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی حیات اور موت دیتا ہے)۔

جب یہ رسول تمام جہانوں کے لئے آگئے تو فرمان الٰہی سنایا گیا:

"مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ"(3)

(محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔)

متعدد احادیث مبارکہ سے عقیدہ ختم نبوت کی تائید ہوتی ہے مثلاً صحیح بخاری میں بروایت حضرت سعد میں مذکور ہے:

"فقال له رسول اللهﷺ :اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبى بعدى"(4)

(رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ میرے ساتھ آپ کی وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔)

قرآن و احادیث کی رو سے جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول اللہ ماننا ضروری ہے وہاں ان کو خاتم النبیین ماننا بھی ضروری ہے۔ ان کی کسی ایک حیثیت کا انکار کفر باللہ اور بالرسول ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی حیات اجتماعی اور امت کی شیرازہ بندی کا محافظ ہے جس کا منطقی نتیجہ ہے کہ

سلسلہ نبوت کو کسی رنگ میں جاری رکھنے والا اسلام سے خارج، مرتد اور ملت اسلامیہ کا کھلا دشمن ہے۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے عروج ظاہری و باطنی کا راز ان دو بنیادی اصولوں پر عمل کرنے ہی میں مضمر تھا چنانچہ مخالفین اسلام نے اسلام کو کمزور کرنے کے لئے جو اقدامات کیے ان میں سب سے پہلے ان دو اصولوں کو ہدف بنایا گیا پہلے اصول یعنی توحید میں تو انھیں چنداں کامیابی حاصل نہ ہو سکی کیونکہ اس اصول کے متعلق تبلیغ اسلام کا اثر ہمہ گیر ہو چکا تھا اور انسانی ذہن اس حد تک نشو نما پا چکا تھا کہ معبودان باطلہ اور معبود حقیقی میں تمیز کر سکے اس لیے مخالفین اسلام نے اپنی تمام تر کوششیں اس بات پر مرکوز کر دیں کہ دوسرے ستون رسالت کو متزلزل کیا جائے اور جو والہانہ عقیدت و محبت، احترام اہل اسلام کو نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے تھی اس میں جس طرح بھی ہو سکے کمی کی جائے اور اس محاذ پر کامیابی سے انھیں اول الذکر اصول پر خود بخود کامرانی حاصل ہو جائے گی کیونکہ اہل دنیا کو اصول توحید سے متعارف حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی نے ہی کروایا تھا اور آپ ﷺ کی رسالت کے اصول سے متزلزل ہونا اور توحید کے اصول سے ہٹ جانا گویا لازم و ملزوم تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کے وصال کے فوراً بعد مدعی نبوت کی ایک کثیر جماعت نے جزیرہ عرب میں سر اٹھایا مگر خلیفہ اولؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بروقت اور سخت اقدامات کی وجہ سے ان سب کی سرکوبی ہوئی اور کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد اگرچہ انفرادی طور پر مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر زمانہ پر کوئی اثر ڈالے بغیر دنیا سے اٹھ جاتے رہے تاآنکہ تیرھویں صدی ہجری میں جب مسلمانوں کا ظاہری و باطنی تنزل شروع ہوا اور دوسرے عقائد والی قومیں مادی لحاظ سے ابھرنا شروع ہوئیں اور تیزی کے ساتھ تمام دنیا پر چھا گئیں تو اس ارتقا کی وجہ سے انھیں اسلام کے اصولوں پر کاری ضرب لگانے کے مواقع میسر آ گئے کیونکہ مادی انحطاط کے ساتھ ساتھ مسلمان ذہنی انحطاط کا بھی شکار ہو چکے تھے اور مخالفین اسلام کو اپنے عزائم میں کامیاب ہونے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا مسلمانوں کے اس دور ابتلا میں سرزمین ہند میں حکومت برطانیہ کے زیر اثر فتنہ قادیانیت جو بعد میں مرزائیت کے نام سے بھی مشہور ہوا سر اٹھایا تحریک قادیانیت حکومت برطانیہ کی سرپرستی میں شروع ہوئی اور اس کا اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو نشانہ بنا کر مسلمانوں کے دلوں سے آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو نکالنا اور دین اسلام کے ارشادات اور ان کے مطالب میں اس طرح

کار دوبدل کرنا تھا کہ مخالفین کو اپنے عزائم، اھداف کی تکمیل میں امداد مل سکے اس فتنہ کا سدباب کرنے میں علمائے کرام اور مشائخ ع اپنی استعداد کے مطابق کردار ادا کیا مگر اس فتنہ کے سدباب میں سب سے اہم کردار اور عظیم الشان جدوجہد حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔

نام ونسب

سید مہر علی شاہ بن سید نذر دین بن سید روشن دین بن سید عبد الرحمن نوری بن سید عنایت اللہ بن سید غیاث علی بن سید فتح اللہ بن سید اسد اللہ بن سید فخر الدین۔ اس طرح شیخ مہر علی شاہؒ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور 36 واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ (5)

القابات

آپؒ کے مشہور القابات اعلیٰ حضرت، شیخ العالم، فاتح قادیان، مامور من الرسول، امام المسلمین، مجدد الدین والملت وغیرہ ہیں۔ (6)

ولادت

حضرت شیخ مہر علی شاہ گیلانیؒ کی ولادت ایک دیندار اور علمی گھرانے میں یکم رمضان المبارک بروز سوموار 1275ھ بمطابق 1859ء کو گولڑہ شریف راولپنڈی (موجودہ F-11 سیکٹر، اسلام آباد) میں ہوئی۔

تحصیل علم

حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ نے ابتدائی تعلیم قریب کی خانقاہ کے مدرسہ سے حاصل کی درس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کی تعلیم بھی آپ نے یہیں سے حاصل کی حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا سبق روزانہ زبانی یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے اس لیے آپ نے کم عمری ہی میں قرآن مکمل حفظ کر لیا عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم کے لے آپ کے والد گرامی حضرت سید نذر دینؒ نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) صوبہ کے پی کے کے مولانا حضرت غلام محی الدینؒ کو مقرر فرمایا جنھوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی تقریباً اڑھائی سال کے اندر رسائل منطق قطبی تک، نحو اور اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم موضع بھوئی حسن ابدال کے فاضل اجل استاذ حضرت مولانا

محمد شفیعؒ سے حاصل کی بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت شیخؒ تھوڑے دنوں کے لئے گھر تشریف لائے اور پھر جلد ہی مزید حصول علم کے لئے گھر سے نکل پڑے اور انگہ ضلع شاہ پور سرگودھا میں حضرت مولانا سلطان محمود انگویؒ سے درس نظامی کی باقی کتب پڑھیں تقریباً اڑھائی سال انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر بیضاوی پڑھنے کے لئے اس زمانے میں طلباء ہندوستان کے مدارس کا رخ کیا کرتے تھے آپ نے بھی 1290ھ میں ہندوستان کا رخ کیا اس وقت آپ کی عمر فقط پندرہ برس تھی اس زمانے میں ہندوستان کے مشہور علمی اور دینی مراکز لکھنؤ، دیوبند، علی گڑھ، دہلی،ؒ رامپور، کانپور اور سہارنپور تھے حضرت شیخؒ سب سے پہلے حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری کے پاس پہنچے مولانا اس وقت حج کی تیاریوں میں مصروف تھے اور آٹھ دنوں بعد انھیں سفر حج کے لئے روانہ ہونا تھا اس لیے انھوں نے پڑھانے سے معذرت کر لی۔ حضرت مولانا احمد حسنؒ کی معذرت کے بعد حضرت شیخ مہر علی شاہؒ نے علی گڑھ کا رخ کیا اور وہاں حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھؒ کے درس میں شریک ہوگئے حضرت شیخ مہر علی شاہؒ کے مدرسہ علی گڑھ میں قیام کے دوران ان کی ذہانت اور قابلیت کا شہرہ بہت جلد دور دور تک پھیل گیا ہم درس طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ کرام بھی آپ کی ذہانت و نکتہ رسی کے قائل و معترف تھے۔ علی گڑھ میں تعلیم سے فارغ ہو کر آپؒ نے کوئی سند وغیرہ حاصل نہ کی کیونکہ مدارس اسلامیہ میں عام طور پر صرف سند حدیث کو کافی سمجھا جاتا تھا جس کے حصول کے لیے آپ بالآخر سہارنپور میں حضرت مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جا کر داخل ہوگئے کچھ عرصہ بعد حضرت شیخؒ گولڑہ شریف سے بہت سارے تحائف لے کر علی گڑھ اپنے استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کے ورود علی گڑھ کا سن کر بے شمار علمائے کرام جمع ہو کے اس سفر کی اہم یادگار یہ ہے کہ حضرت مولاناؒ گئے اور کئی روز تک علوم و معارف کی مجالس گرم رہیں حضرت شیخ لطف اللہ علی گڑھ نے حضرت شیخؒ کو قرآن مجید، کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور بعض خصوصی احادیث کی سندات عطا فرمائیں جو اس وقت تک تبرکات عالیہ گولڑہ شریف محفوظ ہیں حضرت مولانا لطف اللہ کے درس سے فراغت پانے کے باوجود حصول علم کا سفر جاری رکھتے ہوئے آپ شیخ الحدیث مولانا احمد علی کے مدرسہ سہارنپور میں داخل ہوگئے اس زمانے مولانا احمد علی فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے

حضرت شیخ مہر علی شاہؒ نے ان سے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم حاصل کی آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کر کے وطن کی مراجعت فرمائی۔ (7)

شادی خانہ آبادی

حضرت شیخ 1295ھ بمطابق 77-1876ء میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن واپس تشریف لائے تو اسی سال آپ کی شادی خانہ آبادی اپنے ننھیال حضرت سید چراغ علی شاہؒ کی دختر نیک اختر سے حسن ابدال میں ہوئی۔

بیعت و خلافت

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ جدیہ میں اپنے خاندان میں بیعت تھے علوم اسلامیہ کی فراغت کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے حضرت خواجہ نے حضرت شیخؒ کے علمی اور عرفانی کمالات کے پیش نظر اپنے وصال سے کچھ عرصہ پہلے آپ کو تمام اشغال اور وظائف کی اجازت عامہ اور بیعت و ارشاد کا منصب عطا فرما دیا تھا۔ (8)

وفات

آپ کا وصال 29 صفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء کو ہوا، آپ کا مزار گولڑہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

علمی اور روحانی جدوجہد

حضرت شیخ سید مہر علی شاہ نے مختلف علوم و فنون پر کام کیا ہے عقیدہ ختم نبوت میں رد قادیانیت میں حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانیؒ کی جدوجہد کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

علمی و عملی

فکری و علمی

علمی و عملی

حضرت شیخؒ نے ایک لادینی حکومت کی الحاد پرور فضا میں ایک مدعی نبوت کے خلاف کامیاب قلمی اور لسانی جہاد کیا حتیٰ کہ اس محاذ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کی جانب سے آپ متفقہ

طور پر قائد تسلیم کئے گئے۔ 1890ء میں حج کے موقع پر آپ نے حجاز مقدس میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے بنابر کشف آگاہ فرمایا تھا کہ عنقریب سر زمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جس کا سد باب آپ کی ذات سے متعلق ہے اگر اس وقت آپ اپنے وطن گولڑہ شریف میں بالفرض خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے۔

چنانچہ اس سفر کے بعد وطن لوٹنے پر مکاشفات ومشاہدات کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ اس فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت ہے کیونکہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی پیشگوئی کے مطابق اگلے ہی سال 1891ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مناظر اسلام، مامور اور مجدد کے دعووں سے آگے قدم بڑھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور نزول سے انکار کر کے ان کی موت اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا حضرت شیخ سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات طیبات کے صفحہ 65 پر لکھتے ہیں کہ عالم رویا میں نبی اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص یعنی مرزا قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا اور تم خاموش بیٹھے ہو مہر منیر کے صفحہ 203 اور 204 پر ان مکاشفات اور مشاہدات کا ذکر موجود ہے جن کی بنا پر حضرت شیخؒ نے میدان مناظرہ میں قدم رکھا مرزا غلام احمد قادیانی نے 22 جولائی 1900ء کو ایک اشتہار جاری کر کے حضرت شیخ مہر علی شاہؒ کو عربی میں تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج دیا اور ساتھ نقل ضمیمہ اشتہار دعوت میں چند شرائط لکھیں جن میں سے اہم شرائط یہ تھیں:

1. حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کے متعلق لکھا کہ اس مقابلہ کے لے حضرت شیخؒ کی بہر حال شمولیت ضروری ہو گی کیونکہ خیال کیا گیا ہے کہ شیخ مہر علی شاہ صاحب علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں لہذا کسی دوسرے مولوی کو صرف اس حالت میں قبول کیا جائے گا کہ جب شیخ سید مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کر کے بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کو شائع کر دیں کہ میں مقابلے کے لئے تیار ہوں یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی جماعت پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔
2. دوسری شرط یہ ہو گی کہ مقابلہ مباحثہ لاہور میں ہو گا جو صدر مقام پنجاب ہے اور مکان کی تجویز حضرت شیخؒ کے ذمہ ہو گی۔

3. تیسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث صرف دن میں ہی ختم ہو جائے گی اور ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کی مہلت ملے گی۔

4. اگر اشتہار ھذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو22جولائی1900ء ہے ایک ماہ تک شیخ سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لئے اشتہار نہ نکلا اور نہ دوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے ان سب کے دلوں میں رعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا ہے۔(9)

گولڑہ شریف میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے یہ اشتہار دعوت 25 جولائی 1900ء کو موصول ہوا تو حضرت شیخ نے اسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار 'چودھویں صدی' راولپنڈی میں بھجوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا اور تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔

اس کے بعد پنجاب، سرحد اور ہندوستان کے علماء ومشائخ کے دستخطوں کے ساتھ ایک اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی کی دعوت کے جواب میں جاری ہوا جس میں درج تھا کہ ہمیں حضرت شیخ سید مہر علی شاہ صاحب کا اشتہار جواب دعوت مل گیا ہے اور ہم 25 اگست کو قبلہ حضرت شیخؒ کے ہمراہ جلسہ مباحثہ لاہور میں حاضر ہو رہے ہیں چنانچہ جب وعدہ کا دن آیا تو اس معرکہ میں تمام اسلامی فرقوں کے راہنما، علماء ومشائخ، درویش اور ہر طبقہ وفرقہ کے مذہبی افتاد طبع رکھنے والے مسلمان دورونزدیک سے لاہور میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ 24 اگست کو حضرت شیخ سید مہر علی شاہ رح نے گولڑہ شریف روانگی پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک تار کے ذریعے پہلے راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے اور پھر سفر کے دوران لالہ موسیٰ جنکشن سے اطلاع دی کہ میں لاہور پہنچ رہا ہوں جب آپ ٹرین کے ذریعہ لاہور پہنچے تو آپ رحمت ہ اللہ علیہ کا پہلا سوال مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تھا۔

مناظرہ / مباحثہ کا انعقاد بادشاہی مسجد لاہور میں قرار پایا تھا اس لیے مورخہ 25 اگست کو پولیس نے وہیں پر حفظ امن کے انتظامات کر رکھے تھے 25 اور 26 اگست کو دونوں اطراف کے نمائندے اور عوام شاہی مسجد میں جمع ہو کر منتشر ہوتے رہے اور قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا رہا کہ شرائط کے طے ہونے میں توقف ہو رہا ہے مرزا غلام احمد قادیانی ضرور آئے گا لیکن مرزا قادیانی کو

نہ آنا تھا نہ آیا قادیانی جماعت کے بعض ذی اثر لاہوری حضرات نے مرزا قادیانی کو لانے کے لیے بہت تگ و دو کی مگر ناکام رہے اور قادیانی جماعت کے ایک وفد نے اس دوران حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے کہ ایک اندھے اور ایک اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرتا ہے اور اسی طرح کے ایک دوسرے اندھے اور اپاہج کے لیے آپ دعا کریں جس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ حضرت شیخ سید مہر علی شاہ نے جماعت قادیانی کو جواب دیا کہ مرزا قادیانی کو کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیان سے مرزا قادیانی کا جواب لے کر ناکام لوٹا تو اس جماعت میں بہت انتشار پیدا ہو گیا بعض نے اسی وقت توبہ کا اعلان کر دیا۔ لاہور کے اکثر لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے بہت قریب تھے حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کی روزانہ کی مجالس سے اثر پذیر ہو کر کم از کم مرزا قادیانی کے دعوی نبوت کے منکر ہو گئے۔ حضرت شیخؒ نے اس موقع پر ایک اور بات بھی فرمائی تھی جو بہت مشہور ہوئی اور مدت تک اس بات کا چرچا رہا آپ نے مرزا قادیانی کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت اور مرزا کی فصیح عربی اور زود نویسی کی تعلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصد مقصد تحقیق حق اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے فخر و تعلی مقصد نہیں ہوتا۔ ورنہ جناب نبی کریم ﷺ کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیرِ قرآن لکھ جائے ظاہر ہے اس سے اشارہ اپنی جانب تھا چنانچہ بعد میں آپ اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعوی از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے جمال با کمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعوی کرتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھے سچا ثابت کرتے۔ (10)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب "ایام الصلح" کے صفحہ نمبر 407 پر اہل اسلام کو مندرجہ ذیل الفاظ میں قوت آزمائی کے لے میدان مبارزت طلب کیا تھا:

آج اس نیلگوں آسمان کے سایہ میں کسی شخص کو یہ مجال نہیں کہ میرے ساتھ ہمسری کی لاف "مار سکے میں آشکار اور بے باک کہتا ہوں کہ اے اہلِ اسلام تمہارے درمیان بعض لوگ ہیں جو محدثیت اور مفسریت کا دعوی کر کے گردن فرازی کرتے ہیں اور بعض طائفے ہیں کہ نازش ادب سے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے اور گروہ ہیں جو خدا شناسی کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور

اپنے تیئں چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں ان سب سے کہو ذرا میرے سامنے تو آجائیں۔(11)

چنانچہ اس چیلنج کے جواب میں آج فقر غیور میدان میں نکل کر پکار رہا تھا لیکن نبوت و امامت کے مدعیان کاذب کو اب باہر قدم نکالنے کی جرات نہ ہو رہی تھی۔ جب مرزا قادیانی کی آمد سے قطعاً مایوسی ہو گئی تو 27 اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے اس دعوت مناظرہ کی مکمل داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے رکھ دی تمام اسلامی فرقوں کے سرکردہ علماء کرام نے منبر پر کھڑے ہو کر ختم نبوت کی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس دنیا میں آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

فکری و علمی

حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانیؒ ایک نابغہ عصر تھے آپ علم ظاہر و باطن کے جامع تھے آپ بے شمار علوم و فنون کے جامع تھے اور علوم متداولہ کے مسلم الثبوت فاضل تھے اور تمام علوم رسمیہ و کسبیہ کے عالم تو تھے ہی مگر آپ ان فنون کے عالم بھی تھے جو عام علماء کرام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں آپ نے مختلف موضوعات پر کتب تحریر کیں جن میں سے تین کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

ہدیۃ الرسول

حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کی رد قادیانیت پر یہ سب سے پہلی تصنیف ہے یہ کتاب 1899ء میں آپ نے اس وقت لکھی جب مرزا غلام احمد قادیانی نے فارسی زبان میں "ایام الصلح" کے نام سے ایک کتاب لکھی تو حضور خاتم النبیین کی بارگاہ سے حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ کو واضح طور پر حکم دیا گیا کہ آپ مرزا قادیانی کا رد کریں بارگاہ نبوی سے یہ حکم ملنے کے بعد حضرت شیخؒ کا قلم شمشیر ذوالفقار بن گیا اور علوم مرتضوی کے اس نسبی وارث نے وہ آب و تاب دکھائی کہ زمانہ انگشت بدنداں رہ گیا آپ نے اس کو فارسی زبان میں لکھا جسکا ترجمہ سید محمد عزیز الرحمن شاہ صاحب جامع بغدادیہ گولڑہ شریف نے اردو میں کیا ہے وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ سید مہر علی شاہؒ علوم و فنون کا بحر بیکراں تھے اس لیے زیر نظر ابحاث کو مختلف علوم کی مخصوص اصلاحات کے ساتھ

بیان فرماتے تھے اور حضرت شیخؒ نے اس کتاب میں تقریباً 20علوم و فنون کا استعمال کیا ہے جن میں عربی لغات، تفسیر واصول تفسیر، علوم القرآن، حدیث وعلوم حدیث ، عقیدہ، جیسے علوم شامل ہیں اس کتاب میں آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حیات عیسیٰ ونزول عیسیٰ پر دلائل پیش کئے اور مرزاغلام احمد قادیانی کا دلائل کے ساتھ رد کیا مثلاً: مرزاغلام احمد قادیانی نے وفات عیسیٰ کے متعلق جب انجیل کے حوالے سے سوال کیا تو آپ نے اس کا جواب دیا وہ پیش خدمت ہے:

سوال: مسیح کے قتل اور سولی پر چڑھائے جانے کا قصہ اور پھر ان کا صلیب والی جگہ کے متصل ایک باغ میں مدفون ہونا، اس کے بعد ان کی قبر کا خالی رہ جانا عیسیٰ ابنِ مریم کے مصاحبوں کی زبانی انجیل میں لکھا ہوا ہے اور عقل باور نہیں کرتی کہ انہوں نے اس واقعہ کو بیان کرنے میں بلاوجہ جھوٹ بولا ہو گا۔

جواب: جب قرآن کریم کے سیاق وسباق کی شہادت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیر سے کسی کام کا واقعی طور پر ہونا ثابت ہو جائے تو ہمیں تحریف شدہ کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ"[12]

(پس تم علم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے۔)

علم نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے چونکہ اس مسئلہ کے بارے میں ایسی خبر جو نص سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج کے دن تک تمام اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے ہمارے پاس موجود ہے تو پھر اسرائیلی روایات کی طرف رجوع کرنے کا کیا مطلب؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيراً مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءكُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ، يَهْدِي بِهِ اللّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلاَمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنِ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ"[13]

(اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لیے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے بے شک تشریف لایا ہے

تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں سلامتی کی راہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔)

اہل کتاب کی تحریفات کو خود قرآن کریم بیان کرنے والا ہے اس لیے ان تحریف شدہ کتابوں کی خبروں پر بالکل اعتماد نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ ان کتابوں کی روایت متصل سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح

مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اپنے دعوی نبوت سے پہلے 1890ء سے 1900ء کے عشرہ میں اپنی جماعت تیار کرنے کے لئے اپنے آپ کو پہلے تدریجاً مجدد پھر مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ثابت کرنے کے لیے "ازالہ اوہام" و " دافع الوسواس اور" ایام الصلح "کتابیں لکھیں جن سے بعض سادہ لوح اردو خوان لوگ اور عوام متاثر ہونے لگے اس پر حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانیؒ نے 1899ء و 1900ء میں بمطابق شعبان اور رمضان 1317ھ اپنی دیگر مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر زیر نظر کتاب "شمس الہدایہ " تحریر فرمائی جس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی چڑھائے گئے بلکہ وہ جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور قیامت سے پہلے جب دجال ظاہر ہو گا جو یہود میں سے ایک شخص ہو گا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اس سے جہاد میں مصروف ہوں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں آسمان سے نزول فرما کر حضرت امام مہدی علیہ السلام سے مل کر جہاد کریں گے اور دجال کو فلسطین کے ایک مقام "باب لد" پر قتل کریں گے اس کے کچھ عرصہ بعد یاجوج ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے جو بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے جس کے بعد مسلمان پورے امن و سکون سے رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا کر حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس میں مدفون ہوں گے۔

حضرت شیخؒ کی یہ کتاب ہندوستان کے علمی طبقہ میں نہایت مقبول ہوئی حتیٰ کہ اختلاف مسلک کے باوجود اہل حدیث عالم علامہ عبد الجبار غزنوی صاحب نے امر تسر سے آپؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ 'شمس الہدایہ کے مطالعہ سے نہایت محفوظ و مستفید ہوا ہوں۔ (14)

امر تسر ہی کے مولوی حبیب اللہ صاحب نے لکھا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بعض مرزائی تائب ہو کر سیدھی راہ پر آ گئے مولوی صاحب خود بھی پہلے مرزائی تحریروں سے کچھ متاثر تھے مگر حضرت شیخؒ کی کتاب نے انھیں صراط مستقیم پر قائم رہنے میں مدد دی اور پھر وہ اپنے شکوک کے ازالہ کے لیے حضرت شیخؒ سے رجوع کرتے رہے جس کی تفصیل حضرت شیخ کے فتاوی مہریہ میں موجود ہے اس کے بعد انہی مولوی حبیب اللہ صاحب نے رد مرزائیت میں ایسی مفید کتابیں لکھیں کہ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی انہیں اپنے حواشی قرآن میں سورۃ المؤمنون آیت نمبر 50 کی تشریح کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں لکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور دوبارہ آسمان سے نزول کا عقیدہ محض بے اصل اور اجماع کے خلاف ہے اس پر حضرت شیخ سید مہر علی شاہ صاحب سے سوال ہوا کہ اہل اسلام کا حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بارے میں عقیدہ اجماعیہ کیا ہے اور کیا قرآن و حدیث سے بھی اس کی کوئی سند ہے؟

حضرت شیخ سید مہر علی شاہ نے جواب میں لکھا کہ اکثر و بیشتر اہل اسلام حضرت مسیح ابن مریم کے اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ اس پر آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ کے حوالے سے دلائل پیش کیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا، بَل رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ"(15)

(یعنی یہود نے حضرت مسیح ابنِ مریم کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔)

یہ نص قطعی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ آپ علیہ السلام یہودیوں کے ہاتھوں مقتول نہیں ہوئے بلکہ جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ اور مذکورہ بالا آیت کریمہ نص صریح ہے رفع

جسمی میں اس پر آپ سے سوال کیا گیا کہ بَل رَّفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ سے رفع روحانی مراد ہے بشہادۃ محاورہ قرانیہ

"يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً
(16)"

اے نفس مطمئنہ۔ تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔)

حضرت شیخؒ نے جواب میں فرمایا کہ آیت مذکورہ میں بل جس کا ترجمہ بلکہ ہو تا ہے ابطال ما قبل کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ زعم یہود کو جو عیسیٰ بن مریم کی مقتولیت اور مصلوبیت کے قائل تھے باطل کرتا ہے اور ما قبل اور بعد بل اضرابیہ ابطالیہ کے متضاد ہوتے ہیں یعنی دونوں معاً متحقق نہیں ہوتے۔ (17)

سیف چشتیائی

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی نبوت تک بتدریج پہنچا۔ پہلے اپنے مجدد ہونے کا اعلان کیا پھر مسیح موعود ہونے کا اور آخری منزل اعلان نبوت کی 1901ء میں طے کی حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانیؒ نے اپنی تصنیف شمس الہدایہ میں جہاں مرزا قادیانی کے دعوی مسیح موعود کو نہایت حتمی طور پر قوی دلائل اور برھان کے ساتھ باطل قرار دیا تھا وہاں مرزا قادیانی سے چند سوالات بھی کیے تھے اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ کے معانی بیان کرنے کی دعوت بھی دی تھی قریباً دو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد مرزائیوں کی جانب سے مرزا قادیانی کے معتقد مولوی محمد احسن امروہی صاحب نے شمس الہدایہ کا جواب شمس بازغہ کے نام سے شائع کیا اور خود بانی مرزائیت غلام احمد قادیانی نے مناظرہ سے فرار' ہونے کے بعد سورۃ فاتحہ کی تفسیر 'اعجاز المسیح' تالیف کی اور اسے الہامی اعجاز قرار دیتے ہوئے دعوی کیا کہ اس کا جواب طاقت بشری کے لئے ناممکن ہے۔

اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب میں حضرت شیخ سید مہر علی شاہ گیلانی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیف چشتیائی تصنیف فرمائی جو 1902ء میں شائع ہو کر ہندوستان کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی اس کتاب میں حضرت شیخ رح نے مرزا قادیانی کی اعجازی تفسیر اعجاز المسیح پر پورے ایک سو اعتراضات اور اشکال وارد فرما کر یہ اشکار فرمایا کہ

مرزا قادیانی نے نہ صرف لغت، صرف و نحو، بلاغت، معانی، منطق اور محاورۃ کی غلطیاں کی ہیں بلکہ سرقہ و تحریف سے بھی گریز نہیں کیا

آپ نے مرزا قادیانی کے اس معجزانہ کلام میں صرف مقامات حریری" سے ہی بیس مسروقہ عبارات کی نشاندہی فرمائی جہاں مرزا قادیانی نے حریری کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور شمس بازغہ کے صفحہ بہ صفحہ اندراجات کے علی الترتیب ایسے مسکت جوابات دیئے کہ علمائے وقت میں مولوی احسن امروہی کے علمی افلاس کا ڈھنڈورا پٹ گیا اور شمس الہدایہ کے خلاف تمام اعتراضات کو قرآن و احادیث کی روشنی میں مفصل دلائل کے ساتھ رد فرمایا۔ اس کتاب کو علمائے عصر نے تحریرا اور تقریرا ایک علمی شاہکار قرار دیا اور مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اور مصنفین حضرات نے اپنی تصانیف میں بطور حوالہ پیش کیا۔

علامہ اشرف علی تھانوی صاحب اپنی تفسیر بیان القرآن میں آیت وقولهم انا قتلناالمسيح" (سورۃ نسآء 157) کے ذیل لکھتے ہیں اور حیات و موت عیسوی میں کتاب سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے۔"

اسی طرح شیخ الحدیث دیوبند علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی اپنی کتاب 'عقیدہ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام کے دیباچہ میں سیف چشتیائی کتاب کو مسئلہ حیات مسیح پر ایک بہترین اور کافی و وافی قرار دیا ہے۔ (18)

ریاست رام پور کے مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولانا مفتی فضل حق رام پوری نے اس تصنیف کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یوں تو حضرت کے کمالات بہت بیان ہوتے ہیں لیکن میں تو اس دماغ کا شیدائی ہوں جس سے سیف چشتیائی ظہور میں آئی۔ (19)

اس کتاب کی اشاعت کے بعد علماء کے حق میں مرزائیت کی تبلیغ قطعاً غیر مؤثر ہو کر رہ گئی اور ہزاروں مذبذبین اہل اسلام عقیدہ حقہ پر مضبوط ہو گئے بلکہ کئی مرزائی اس کتاب کو پڑھ کر مرزائیت سے تائب ہو گئے چنانچہ کتاب صاعقہ رحمانی بر نخل رحمانی کے مصنف مولوی حبیب اللہ امرتسری نے جو مکتوب حضرت شیخؒ کی خدمت میں ارسال کیا اس میں کہا کہ مرزائیوں کی کتاب 'عسل مصفی پڑھ کر میرے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو گئے تھے ، فے مگر الحمد للہ آپ کی تصانیف سیف چشتیائی اور شمس الہدایہ نے میرے مذبذب دل میں تسلی بخش ثبوت فراہم کئے

اور نیز چند مرزائیوں نے اس کتاب کو پڑھا چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم مع اپنے لڑکے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر فوت ہوئے۔ [20]

حضرت شیخ نے اس کتاب میں ابنِ عساکر کی حدیث نزول ابنِ مریم علیہ السلام روایت کردہ حضرت ابو ہریرہ درج فرما کر لکھا تھا کہ اس حدیث کے آخر میں "حاجا اور معتمرا ولیقفن علی قبری ویسلمن علی ولاَ ردن علیه" کے الفاظ موجود ہیں اور ہم پیشگوئی کرتے ہیں کہ مدینہ زادھا اللہ شرفا میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے اور جواب سلام سے مشرف ہونے کی نعمت مرزا غلام احمد قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہو گی چنانچہ آپ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور مرزا قادیانی کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ ہی مدینہ منورہ کی حاضری جو اس حدیث کی رو سے حضرت مسیح ابنِ مریم علیہ السلام یعنی مسیح موعود کے لیے ایک نہایت ہی ضروری نشان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج بھی ادا کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام بھی عرض کریں گے اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام انہیں قبر مبارک سے سلام کا جواب بھی دیں گے۔ [21]

نتائج و خلاصہ بحث

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں حضرت شیخؒ کی خدمات کے تحقیقی مطالعہ سے جو نتائج ثابت ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1. عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی جزو ہے۔
2. تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لئے ہر دور میں علمائے اسلام نے تحریراً اور تقریراً جہاد کیا۔
3. 14 ویں صدی میں برصغیر میں انگریز کے پروردہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے نبوت کا اعلان کیا۔
4. برصغیر کے ہر طبقہ فکر کے علمائے اسلام نے اس کے خلاف جہاد کیا اور متفقہ طور پر شیخ مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف کی ذات پر اعتماد کا اظہار کیا۔
5. مرزا غلام احمد قادیانی نے عالِم اسلام کے جملہ علماء کو چیلنج کیا کہ وہ اس سے علمی میدان میں مقابلہ کریں، چنانچہ متفقہ طور پر حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے اس چیلنج کو قبول کیا اور وقت مقررہ پر مرزا غلام احمد قادیانی میدان مناظرہ میں نے نہیں پہنچا اور اس طرح قادیانیت کو علمی و روحانی محاذ پر شکست ہوئی۔

حوالہ جات وحواشی

[1]سورۃ الإخلاص:1-4

[2]سورۃ الأعراف:158

[3]سورۃ الأحزاب:40

[4]بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، صحیح بخاری، مصر: دار الطوق النجاۃ، حدیث نمبر3706، ج5، ص19

[5]۔ علامہ فیض احمد فیض، مہر منیر، سوانح حیات حضرت شیخ مہر علی شاہ گیلانیؒ، کتب خانہ درگاہ عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد، ص3

[6]عزیز حیدر، الإفادات التفسيريه في كتابات السيد مہر علی شاہ کولڑوی(دراسة وصفية تحليلية)، ص20۔م

[7]علامہ فیض احمد فیض، مہر منیر، ص84

[8]أیضاً: ص93

[9]مرزا غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات، ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ج2، ص440

[10]علامہ فیض احمد فیض، مہر منیر، ص234

[11]مرزا غلام احمد قادیانی، ایام الصلح، ص132

[12]سورۃ النحل:43

[13]سورۃ المائدۃ:15،16

[14]شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح، مقدمہ، ص

[15]سورۃ النساء:158

[16]سورۃ الفجر:27،28

[17]شمس الهداية في إثبات حيات المسيح

[18]علامہ فیض احمد فیض، مہر منیر، ص250

[19]ایضا، ص251

[20] ایضا، ص 532

[21] ایضا، ص 251